صدقہ کیوں اور کسے دیں؟



ام عبد منیب

مشربہ علم وحکمت
ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدقہ
کسے اور کیسے دیں؟

اُمِ عبدِ مُنیب

مشربہ علم وحکمت
ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور
0321-4609092

نام کتاب ________ صدقہ کسے اور کیسے دیں؟
اہتمام ________ محمد عبد منیب
ناشر ________ مشربہ علم وحکمت
قیمت ________ 32:00

ناشر: مشربہ علم وحکمت (دارالشکر)
ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور۔ پاکستان 0321-4609092 0300-4270553

ڈسٹری بیوٹر: دارالکتب السلفیہ
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ فون: 042-37361505

☆ البلاغ Shop #: 4-LG لینڈ مارک پلازہ جیل روڈ۔ لاہور
فون: 0300-8880450042-5717843

☆ اسلام آباد مکان نمبر 264 گلی نمبر 90 سیکٹر I-8/4 اسلام آباد۔
فون: 0300-5148847

فہرست

بسم اللہ الرحمان الرحیم

سخن وضاحت

زیر نظر کتابچہ صدقے سے متعلقہ احکام وآداب پر مشتمل ہے۔ گو یہ موضوع بہت وسیع ہے۔ قرآن حکیم اور احادیث میں تفصیل سے جابجا اس کے احکام ملتے ہیں۔ میں نے کوشش کی ہے کہ اختصار رہے لیکن اختصار میں ضروری باتوں کو نظر انداز بھی نہیں کیا۔ امید ہے قارئین اگر کوئی تسامح محسوس کریں تو اس کی طرف توجہ دلائیں گے اس موضوع پر دیگر کتب مندرجہ ذیل ہیں:

☆ فطرانہ (مطبوعہ)

☆ اشیائے ضرورت کا اسلامی معیار (مطبوعہ)

☆ گداگری (مطبوعہ)

☆ زکوٰۃ کے مصارف (مطبوعہ)

☆ چندہ (مطبوعہ)

☆ قرض (غیر مطبوعہ)

☆ گردی (غیر مطبوعہ)

☆ انعامی بانڈز (غیر مطبوعہ)

جیسے ہی اللہ نے توفیق دی یہ بھی منظر عام پر آ جائیں گی۔

وبیدہ اللہ التوفیق

اُمِّ عبدِ منیب

ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدقہ کا لفظ صدق (سچائی) سے ماخوذ ہے۔ اسلامی اصطلاح کے مطابق یہ اس عطیے کا نام ہے جو سچے دل اور خالص نیت سے اللہ کی خوش نودی کے لیے دیا جائے۔

صدقہ کے مختلف مفہوم:

صدقہ کی جمع صدقات اور صدُقات آتی ہے۔ قرآن حکیم اور احادیث میں یہ لفظ مختلف مفہوم اور معانی کے لیے استعمال ہوا ہے۔

زکاۃ کے لیے:

صدقہ کا لفظ زکاۃ کے لیے اس آیت میں آیا ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنَ..........

"بے شک صدقات محتاجوں کے لیے ہیں اور مسکینوں کے لیے.........."

(التوبہ:۶۰)

زکاۃ کو سالانہ فرض صدقہ بھی کہا جاتا ہے۔

(مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: زکاۃ کے حق دار کون)

فطرانے کے لیے:

رمضان المبارک کے بعد عید الفطر پر گھر میں موجود ہر فرد کی طرف سے ایک صاع فی کس اناج نکالا جاتا ہے اسے صدقۃ الفطر کہتے ہیں۔ جسے اردو میں فطرانہ

کہتے ہیں۔ یہ نمازِ عید سے پہلے پہلے نکالنا فرض ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: فطرانہ)

زیرِ کفالت افراد پر خرچ کرنے کے لیے:

سرپرست اپنے زیرِ کفالت افراد یا اپنے رشتہ داروں پر جو کچھ خرچ کرتا ہے اس کے لیے بھی صدقہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا اَعْطَى الرَّجُلُ اِمْرَأَتُه' فَهُوَ صَدَقَةٌ .

شوہر بیوی پر جو خرچ کرتا ہے وہ بھی صدقہ ہے۔

(مسلم، کتاب النکاح باب وصیۃ للنساء)

رشتہ داروں اور زیرِ کفالت افراد پر خرچ کرنے کا مصرف نام انفاق ہے اور جو چیز خرچ کی جاتی ہے اسے نفقہ کہتے ہیں۔

مہر کے لیے:

مرد کسی عورت سے نکاح کرتے ہوئے اپنی بیوی کو جو مہر ادا کرتا ہے اس کے لیے بھی قرآن حکیم میں لفظ صدقہ کا استعمال ہوا ہے۔ فرمان ہے:

وَ اٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً . (النساء:۴)

مہر ایک ایسا صدقہ ہے جسے بیوی کو بخوشی ادا کرنا شوہر پر فرض ہے۔ مہر کے لیے قرآنِ حکیم میں اور بھی نام آئے ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: مہر بیوی کا اولین حق)

ہر معروف اور عمومی نیکی کے لیے:

ہر وہ کام جو کسی دوسرے کے لیے کیا جائے یا خود اپنے لیے کیا جائے اسے بھی

نبی اکرم ﷺ نے لفظ صدقہ ہی سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

ہر روز جب آفتاب نکلتا ہے انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان انصاف کر دینا بھی صدقہ ہے اور کسی کی اتنی مدد کر دینا کہ اسے سواری پر سوار کرا دیا یا اس کا مال لدوا دیا تو یہ بھی صدقہ ہے اور اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے اور ہر وہ قدم جو نماز کے لیے اٹھتا ہے وہ بھی صدقہ ہے اور رستے میں اذیت دہ چیز کو ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔ (مسلم، کتاب الزکاۃ: ۲۳۳۴)

کسی کی مالی ضرورت اپنی خوشی سے پوری کرنے کے لیے:

کسی ضرورت مند کی جب کوئی شخص اپنی خوشی سے مالی ضرورت پوری کرتا ہے تو اس کے اس عملِ خیر کو بھی لفظ صدقہ ہی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ قرآن حکیم میں یہ لفظ مندرجہ ذیل آیت میں آیا ہے:

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّاهِيَ ...... (البقرہ: ۲۷۱)

''اگر تم علانیہ صدقہ دو تو یہ اچھا ہے......''

ایسے کام کے لیے اردو زبان میں لفظ صدقہ ہی عام طور پر بولا جاتا ہے جس کے ساتھ کبھی کبھی لفظ خیرات کا بھی اضافہ کر لیا جاتا ہے۔ اسے نفلی صدقہ بھی کہتے ہیں۔

منت کا صدقہ:

گو یہ عام صدقہ ہوتا ہے لیکن منت ماننے کی وجہ سے انسان اسے اپنے اوپر فرض کر لیتا ہے۔

زیرِ نظر کتابچے میں نفلی صدقے اور منت کے صدقے ہی پر بات کرنا مقصود ہے۔

صدقہ ایک اختیاری عبادت:

اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان پر زکوٰۃ، عشر، فطرانہ اور قربانی استطاعت ہونے کی صورت میں فرض کی ہے۔ ان کے علاوہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا معاملہ بندے کے اپنے اختیار اور مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ فِی الْمَالِ لَحقًّا سِوَی الزَّکَاۃِ.

''بے شک مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے''۔

(ترمذی، کتاب الزکوٰۃ: ٦٥٩، دارمی: ١٦٣٧)

اس لحاظ سے صدقہ ایک اختیاری عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ بندے کے اپنے میلان کو جانچتا ہے کہ کیا وہ فرض کے علاوہ بھی اس کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنے کو ترجیح دیتا ہے یا مال دوسروں پر اللہ کے لیے خرچ کرنے سے گریز کرتا ہے۔

قابلِ رشک نیکی:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَسَلَّطَہٗ عَلٰی ھَلَکَتِہٖ فِی الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ حِکْمَۃً فَھُوَ یَقْضِیْ بِھَا وَ یُعَلِّمُھَا.

''دو ہی آدمیوں پر رشک کر سکتے ہیں ایک تو اس شخص پر جس کو اللہ نے مال دیا

اور اسے نیک کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق دی، دوسرے وہ شخص جس کو اللہ نے (قرآن وسنت کا) فہم عطا کیا وہ خود بھی اسی کے مطابق عمل کرتا ہے اور دوسروں کو بھی سکھاتا ہے"۔(بخاری، کتاب الزکاۃ، باب انفاق المال فی حقہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى فَالْيَدِ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى هِيَ السَّائِلَةُ.

"اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے پس اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا (اللہ کے رستے میں) اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہے۔"

(بخاری، کتاب الزکاۃ، باب لا صدقۃ الا ظھر غنی)

صدقے کی شرائط وآداب

صدقہ ایک مستحب اور نفلی عبادت ہے، جس کا تعلق تزکیہ نفس سے بھی ہے اور تزکیہ مال سے بھی۔ اللہ کی راہ میں خرچ کیا گیا مال تبھی صدقہ کہلا سکتا ہے اور اس پر اجر مل سکتا ہے جب کہ وہ مشروع آداب وشرائط کے ساتھ دیا جائے۔ صدقہ کی درج ذیل شرائط و آداب ہیں:

صدقہ صرف اللہ کے لیے:

ایک مسلمان ایمان لانے کے بعد ہر کام صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور اس کی خوش نودی، اس کی تعظیم، اس کی عبادت اور اس کی رحمت حاصل کرنے کے لیے کرنے کا پابند ہے۔ صدقہ چوں کہ مالی عبادت اور ایک نیک عمل ہے لہٰذا یہ اللہ کے علاوہ اور کسی کے لیے کرنا حرام ہے۔ حکم ہے:

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ. (البقرہ: ۱۹۵)

''اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو، احسان کرو بے شک اللہ محسنوں کو پسند کرتا ہے۔''

حلال کمائی میں سے دینا:

اللہ تعالیٰ صرف اسی کمائی کا صدقہ قبول کرتا ہے جو حلال طریقے سے کمائی گئی

ہو۔ارشاد ہے:

اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبۡتُمۡ.(البقرہ :۲۶۸)

''اس میں سے خرچ کرو جو تم نے پاکیزہ مال کمائے ہیں۔''

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص حلال کمائی میں سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے اور اللہ حلال کمائی ہی کو قبول کرتا ہے.....تو اللہ اس کو اپنے ہاتھ میں لیتا ہے پھر صدقہ دینے والے کے لیے اسے پالتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنا بچھڑا پالتا ہے یہاں تک کہ وہ احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے''۔

(بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الصدقہ من کسب طیب)

چوری کیے ہوئے، کسی سے ناحق چھینے ہوئے، جوئے کے ذریعے حاصل کیے ہوئے، رشوت اور سود کے مال میں سے صدقہ، زکوۃ، نذر، نیاز قربانی غرض اللہ تعالیٰ کچھ بھی قبول نہیں کرتا۔

یاد رہے کہ جو لوگ حرام پیشے کے ذریعے کماتے ہیں ان کی کمائی بھی حرام ہے اور اللہ اس میں سے صدقہ وخیرات قبول نہیں کرتا۔ مثلاً بینک کی کمائی، تصویر سازی، فوٹو گرافی، گانا بجانا، فلم وغیرہ میں کام کرنا، درندہ جانوروں کی خرید وفروخت کرنا، شراب کے کاروبار میں کام کرنا وغیرہ

حلال چیز دینا:

اللہ کے راستے میں صرف حلال چیز ہی دی جاسکتی ہے۔حرام چیز دینا سخت

گناہ ہے اور اس پر کوئی اجر نہیں بلکہ الٹا گناہ ہوگا۔ مثلاً شراب صدقہ کرنا، تصویریں بنا کر دینا، گانوں کی کیسٹیں دینا، وغیرہ وغیرہ

محبوب چیز دینا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ. (ال عمران:۹۲)

''تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ (اللہ کی راہ میں) اپنی وہ چیزیں خرچ نہ کرو جنہیں تم بہت محبوب رکھتے ہو۔''

جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ مجھے میرا باغ (بیرُ حاء) بہت پسند ہے۔ میں آپ ﷺ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دیا، اللہ تعالیٰ مجھے بھلائی عطا فرمائے اور اپنے پاس اسے میرے لیے ذخیرہ کرے۔ اب آپ ﷺ اسے جیسے چاہے تقسیم فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا:

بَخٍ! ذَالِکَ مَالٌ رِبْحٌ، ذَالِکَ مَالٌ رِبْحٌ.

''واہ! یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے، یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے''۔

تم نے جو کچھ کہا ہے میں نے اسے سن لیا، اس سے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچے گا، میری رائے یہ ہے کہ تم اسے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔ پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اسے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا۔ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، کتاب

الزکاۃ:١٤٦١، مسلم کتاب الزکاۃ:٩٩٨)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اپنی پسندیدہ چیز اللہ کی راہ میں صدقہ کرنا زیادہ بڑی نیکی ہے۔ گو عام ضرورت کی چیزیں بھی صدقے میں دی جا سکتی ہے۔

ادنیٰ اور گھٹیا چیز دینے سے بچنا:

صدقے میں ایسی چیز دینے سے منع کیا گیا ہے جو نا قابلِ استعمال ہو۔ فرمان ہے:

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّا اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ. (البقرہ:٢٦٧)

''اس کی راہ میں دینے کے لئے بری چیز چھانٹنے کی کوشش نہ کرو حالانکہ اگر کوئی وہی چیز تمہیں دے تو تم اسے لینا گوارا نہیں کرتے۔ الا یہ کہ تم اسے قبول کرنے میں اغماض برتو۔''

بھلا جو چیز ہمارے استعمال کے قابل نہیں رہی وہ دوسرے کے استعمال کے قابل کیسے ہو سکتی ہے؟ پھٹے پرانے جوتے، کپڑے، ٹوٹے ہوئے برتن، سڑا بسا کھانا، خراب یا بدذائقہ کھانا دے کر یہ سمجھنا کہ اس پر اجر ملے گا، بے وقوفی ہے۔ ہمیں خوب معلوم ہے کہ اگر ہمیں کوئی اس قسم کی چیز ہدیہ یا صدقہ دے تو ہم اس پر ناک بھوں چڑھاتے اور باتیں بناتے ہیں اور یا تو اس چیز کو قبول ہی نہیں کرتے اور اگر شرما شرمی لے لیں تو بھی دینے والے کی طرف سے دل میلا ہو جاتا ہے۔

نہ دکھاوا نہ جتاوا:

جتانے اور دکھانے سے صدقہ ضائع ہو جاتا ہے۔ فرمانِ ربی ہے:

لَاتُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَا النَّاسِ.

''اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور دکھ دے کر خاک میں نہ ملا دو اس شخص کی طرح جو اپنا مال محض دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے۔'' (البقرہ: ۲٦٤)

جب صدقہ اللہ کے لیے دے رہے ہیں تو پھر صدقہ دینے والے پر احسان دھرنے کا کیا مطلب؟ اگر صدقہ جسے دیا ہے اسے جتا دیا اسے اس سے کسی بدلے کی توقع رکھی تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ صدقہ دے کر اس کا بدلہ بھی وصول کر لیا۔ اب اللہ تعالیٰ اس پر اجر کیوں کر دے گا؟ اجر تو اسی صورت میں ملتا جب اللہ کے لیے دیا جاتا اور اسی سے اجر کی توقع رکھی جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی تعریف میں فرمایا:

ثُمَّ لَايُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَا اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ. (البقرہ: ۲٦۲)

''پھر خرچ کر کے وہ احسان نہیں جتاتے، نہ دکھ دیتے ہیں، ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان کو کوئی رنج اور کوئی خوف نہیں ہوگا۔''

جسے صدقہ دیا جائے اس سے کوئی امید نہ رکھنا:

جس شخص کو صدقہ دیا جائے اس سے کسی خدمت، حسنِ سلوک، معاوضے یا شکریہ کی امید نہیں رکھنی چاہیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی صفت میں فرمایا کہ وہ مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں:

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا. اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا. (الدھر:۹-۱۰)

''ہم تم کو خالص اللہ کے لیے کھلاتے ہیں، ہم تم سے کسی بدلے کے خواہش مند نہیں اور نہ ہی شکر گزاری کے، ہمیں اپنے پروردگار سے اس دن کا ڈر ہے جو نہایت اداس اور بہت سخت ہوگا۔''

چھپا کر صدقہ کرنا:

اللہ تعالیٰ نے صدقہ کو ظاہر کر کے دینے کو اچھی صفت فرمایا ہے لیکن جو صدقہ چھپا کر دیا جاتا ہے اس کے متعلق فرمایا:

فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ. (البقرہ:۲۷۱)

''سو یہ بہتر ہے تمہارے لیے''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کیا ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ روزِ قیامت جب کوئی سایہ نہیں ہوگا تو اللہ تعالیٰ سات لوگوں کو اپنے عرش کے سائے تلے جگہ دے گا۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہے:

وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمُ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ.

''وہ مرد جس نے اتنی چھپا کر خیرات دی کہ داہنا ہاتھ جو خرچ کرتا ہے بائیں ہاتھ کو اس کی خبر نہ ہو۔'' (بخاری کتاب الزکاۃ، باب الصدقه السير)

ان احادیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ نفلی صدقہ اس طرح دینا چاہیے کہ جسے دیا

جا رہا ہو وہ بھی یہ نہ جان پائے کہ اسے صدقہ کس نے دیا ہے۔ ایسا کرنا صدقہ کرنے والے کے اپنے ہی لیے بہتر ہے۔ کیوں؟

☆ لوگوں میں اس کی سخاوت کا چرچا نہیں ہوگا۔ اور وہ گم نام ہی رہے گا۔

☆ اس میں یہ تکبر وغرور نہیں آئے گا کہ میں تو بہت نیک آدمی ہوں۔

☆ جسے صدقہ دیا ہے اسے بھی صدقہ دینے والے کا پتا نہیں چلے گا لہٰذا وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر اس کا بدلہ چکانے یا شکریہ ادا کرنے کی بھی کوشش نہیں کرے گا۔

☆ صدقہ لینے والے کو جب پتا ہی نہیں ہوگا کہ اسے صدقہ کس نے دیا ہے لہٰذا وہ اپنے مدد کرنے والے سے بھی برابر کی سطح پر میل ملاقات یا معاملات کرے گا۔ اس کا زیر بار احسان نہیں ہوگا۔

☆ جس اللہ کے لئے صدقہ دیا ہے اس کو پتا ہے، اصول بھی یہی ہے کہ جس کی رضا کے لیے یا جس کی پسند کو مدنظر رکھ کر کوئی کام کیا جائے اسے بتایا جائے تاکہ وہ خوش ہو اور اگر وہ اس سے مرتبے میں بڑا بھی ہے تو خوش ہو کر اسے انعام واکرام سے نوازے۔

ظاہر کر کے دینے کا جواز:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ (البقرہ: ۲۷۱)

”اگر تم اپنے صدقات علانیہ دو تو یہ بھی اچھا ہے اور اگر چھپا کر حاجت مندوں

کو دو تو یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے۔''

بعض اوقات ظاہر کر کے دینے میں یہ نیت ہوتی ہے کہ اس طرح لوگوں کے اندر بھی صدقہ دینے کی تحریک پیدا ہوگی۔ یا اگر کوئی صدقہ دینے والا صاحبِ رسوخ آدمی ہے تو اسے دیکھ کر اس کی تقلید میں دوسرے بھی صدقہ دیں گے۔

صدقہ دینے کے فوائد

مال میں اضافے کا باعث:

جب کوئی مسلمان اللہ کے لیے صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان اسے بار بار یہ کہتا ہے کہ صدقہ کرنے سے تمہارا مال کم ہو جائے گا۔ تمہارے بال بچوں کا کیا بنے گا، تمہاری اپنی فلاں فلاں ضرورت ہے۔ محنت کا کمایا ہوا مال یوں دوسروں کو دے دینا حماقت ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ نیکی کسی اور ذریعے سے بھی کمائی جا سکتی ہے۔ جب کہ حقیقت وہی ہے جو رب کریم نے بتائی۔ جو رزق کے کم کرنے اور کشادہ کرنے پر اختیار رکھتا ہے۔ فرمایا:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ. (البقرہ: ٢٦١)

"جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بال میں سو دانے ہوں اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے افزونی عطا کرتا ہے اور اللہ فراخ دست بھی ہے اور علیم بھی۔"

مال کی حرص و ہوس میں بدمست لوگ دوسروں کو مال سود پر قرض دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح ان کے مال میں اضافہ ہوتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے

سود کو بدترین حرام بتایا۔ فرمایا:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ. (البقرہ:٢٧٦)

"اللہ سود کا مٹھ مار دیتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔"

سود سے مال بڑھتا نہیں بلکہ کم ہوتا ہے اس کی برکت ختم ہو جاتی ہے اور جو علیم و حکیم مال کشادہ کرنے پر اختیار رکھتا ہے وہ سود خور کے مال کو لمحہ بہ لمحہ کم کرتا جاتا ہے لیکن صدقہ دینے والے کے مال کو وہ برابر بڑھاتا رہتا ہے۔

دوزخ سے بچاؤ کا ذریعہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ.

"آگ سے بچو (صدقہ دے کر) چاہے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔"

(بخاری کتاب الزکاۃ، باب اتقوالنار ولو بشق تمرۃ)

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے فرمایا:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ. (البقرۃ: ٢٥٤)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! خرچ کرو اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش۔"

گناہوں کا کفارہ:

انسان چھوٹے موٹے گناہ بغیر جانے اور جانے بوجھے بھی کرتا رہتا ہے۔

صدقے میں اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ ان گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔فرمان ہے:

وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّاٰتِكُمْ. (البقرة: ٢٧١)

''اور یہ (صدقہ) تم سے تمہاری بہت سی برائیاں دور کر دے گا۔''

کبیرہ گناہوں میں سے بعض ایسے ہیں جن کا کفارہ مساکین کو کھانا کھلانا مقرر کیا گیا ہے جو صدقہ ہی کی شکل ہے۔ مثلاً

☆ قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا یا پھر دس مسکینوں کو کپڑا پہنانا جیسا کہ وہ خود کھاتا پہنتا ہے یا ایک غلام آزاد کرنا۔

☆ ظہار کا کفارہ، ایک غلام آزاد کرنا یا دو ماہ لگاتار روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔

☆ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو .... فتنوں کے متعلق جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا بتاتے ہوئے کہا! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''آدمی کے لیے اس کے گھر والوں اور ہمسایوں میں ایک فتنہ ہوتا ہے (ان کی محبت میں عبادت سے غافل رہتا ہے) نماز ادا کرنے، صدقہ دینے اور اچھی بات کہنے سے اس فتنے کا کفارہ ہو جاتا ہے۔''

(بخاری، طویل حدیث کا ایک حصہ، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ تکفر الخطیۃ)

صدقہ کے مستحق:

اللہ تعالیٰ نے اصل نیکی کی تعریف کے ضمن میں فرمایا:

وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ .... (البقرہ:۱۷۷)

''اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں، یتیموں محتاجوں، مسافروں اور مانگنے والوں کی اور گردنوں کو چھڑانے میں دیں۔''

آیئے! دیکھیں کہ قرآن وسنت کی روشنی میں کون کون سے لوگ صدقہ لینے کا استحقاق رکھتے ہیں:

☆ رشتہ دار:

مالی لحاظ سے کمزور رشتہ دار پر خرچ کرنا اور انہیں صدقہ زکوٰۃ دینا دوسروں کو دینے کی نسبت زیادہ اجر کا باعث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِیْنِ صَدَقَةٌ وَعَلٰی ذِیْ قِرَابَةٍ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ.

''مسکین پر صدقہ کرنا ایک عام صدقہ ہے اور رشتہ دار پر صدقہ کرنا صدقہ اور صلہ رحمی دونوں ہیں۔''

یاد رہے کہ رشتہ دار کو بھی صدقہ یا زکوٰۃ دینے کے بعد نہ جتایا جائے گا نہ اس سے کسی بدلے کی امید رکھی جائے گی۔ رشتہ دار کی مدد کے لیے کوئی ایسا طریقہ بھی سوچا جا سکتا ہے کہ اسے پتہ ہی نہ چلے کہ یہ مدد مجھے کس نے دی ہے۔

☆یتیم:

وہ بچے جن کا باپ نہ ہو اور نہ ہی ان کی ایسی جائیداد ہو جو باپ نے چھوڑی ہو اوران کا کوئی اور کفیل بھی نہ ہو مثلاً دادا، چچا وغیرہ اور وہ ابھی کم سن بھی ہوں۔ایسی صورت کسی بھی صاحب حیثیت رشتہ دار کو ان کی کفالت کا ذمہ اٹھانا چاہیے، مثلاً نانا، ماموں، خالو، پھوپھا، چچازاد وغیرہ

یتیم اپنے خاندان میں سے ہو یا کسی دوسرے خاندان کا، اس کی ضروریات کا خیال کرنا اوراس کی کفالت میں حصہ لینا انتہائی اجر کا کام ہے۔

یاد رہے کہ نکاح کے بعد لڑکی کی یتیمی ختم ہو جاتی ہے اور بالغ ہونے پر لڑکے کی یتیمی ختم ہو جاتی ہے۔

☆بیوہ:

وہ عورت جس کا شوہر وفات پا چکا ہو اور نہ تو اس کی کوئی جائیداد ہو جس کی آمدنی سے گزر بسر کر سکے اور نہ ہی کوئی رشتہ داروں میں سے ایسا صاحبِ حیثیت ہو جو اس کی کفالت کا بوجھ اٹھا سکے یا رشتہ دار تو موجود ہوں لیکن وہ اپنی ذمہ داری یعنی اس عورت کی کفالت سے پہلو تہی کرنے والے ہوں تو ایسی صورت میں اس عورت کو زکوٰۃ وصدقات دیے جا سکتے ہیں۔

☆مسکین:

جس کے پاس کچھ مال تو موجود ہو لیکن حاجت پوری نہ ہوتی ہو۔ یا وہ کچھ نہ کچھ کماتا ہو لیکن معاشرے کے عام لوگوں کی طرح اس کی ضروریات پوری نہ

ہو پاتی ہوں۔ مسکین میں وہ معذور یا بیمار شخص بھی شامل ہے جو اپنے کنبے والوں کے لیے کمانے سے قاصر ہے۔

☆ مسافر:

ایسا مسافر جو اپنے گھر سے بہت دور ہو۔ اس کے پاس سفر خرچ ختم ہو گیا ہو یا اسے کوئی ہنگامی ضرورت آ پڑے ایسے میں صدقات وزکوٰۃ سے اس کی مدد کی جا سکتی ہے۔

☆ سوالی:

ایسا شخص جس کو سخت ضرورت پڑ جائے اور کسی سے سوال کیے بغیر چارہ نہ ہو، جس کے متعلق اہلِ محلّہ میں سے تین لوگ گواہی دیں کہ وہ واقعی مجبور ومحروم ہے۔

(ابو داؤد: ١٦٤٠)

یاد رہے کہ پیشہ ور مانگنے والے اور مختلف مظلومیت کی کہانیاں سنا کر مانگنے والے اس میں شامل نہیں ہیں۔ پیشہ ور مانگنے والوں کو دینا ایک حرام کام میں ان کی مدد کرنا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: ''گداگری'')

☆ گردنیں چھڑانا:

مسلمان غلام کو آزادی دلانے کے لیے اس کے مالک کو رقم ادا کرنا۔ نیز جو مسلمان کافروں کی قید میں ہوں انہیں مال دے کر چھڑانا۔

سندھ وغیرہ کے علاقوں میں بہت سے مظلوم اور مفلس لوگ وڈیروں، جاگیرداروں کے ہاں صرف دو وقت کے معمولی سے کھانے پر کام کرتے ہیں، ان کی بیویوں اور

بچوں پر جنسی تشدد تک کیا جاتا ہے۔ سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے یا ان کے والدین نے کچھ قرض لیا تھا جو ادا نہ کر سکے اس قرض کے بدلے میں انہیں جبری غلام بنا لیا گیا ہے ایسے لوگوں کا پتا چلا کر ان کی رہائی کے لیے رقم دینا اسی ذیل میں آتا ہے۔

☆ جہاد:

اللہ تعالیٰ نے اعلائے کلمۃ اللہ، اسلام اور مسلمانوں کی دشمنوں سے حفاظت کرنے کے لیے جہاد کی تمام صورتوں میں خرچ کرنے پر بڑے اجر کی بشارت سنائی ہے۔ فرمایا:

اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللہِ وَاُوْلٰئِکَ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ. (التوبہ: ۲۰)

''اللہ کے ہاں تو انہی لوگوں کا درجہ بڑا ہے جو ایمان لائے جنہوں نے اس کی راہ میں گھر بار چھوڑے اور جان و مال سے جہاد کیا وہی کامیاب لوگ ہیں۔''

دور حاضر میں جہاد کی ضرورت اور اہمیت پہلے کی نسبت کئی گنا بڑھ چکی ہے لہٰذا اس مد میں زیادہ سے زیادہ صدقات دینے کی کوشش کرنی چاہیے۔

تنگ دست قرض دار کو قرض صدقہ کر دینا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاِنْ کَانَ ذُوْعُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. (البقرۃ: ۲۸۰)

''اور اگر تمہارا قرض دار تنگ دست ہو تو اسے کشادہ دست ہونے تک مہلت

دو اور صدقہ کر دو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔"

قرض دار کو مہلت دینا بہت بڑے اجر وثواب کا کام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ایک تاجر لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، جب کسی تنگ دست کو دیکھتا تو اپنے ملازموں کو کہہ دیتا کہ اس سے درگزر کرو، شاید اللہ تعالیٰ بھی ہم سے درگزر فرمائے چنانچہ اللہ نے اس کو مرنے کے بعد بخش دیا۔" (بخاری کتاب البیوع:٢٠٧٨، ٣٤٨٠)

رہا قرض دار کو قرض معاف کر دینا تو اس سے بھی زیادہ بڑے اجر کا باعث ہے جیسا کہ اللہ نے فرمادیا کہ ایسا کرنا تمہارے لیے بہتر ہے۔

☆ سفید پوش لوگ:

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ط (البقرة:٢٧٣)

"خاص طور پر مدد کے مستحق وہ تنگ دست لوگ ہیں جو اللہ کے کام میں ایسے گھر گئے ہیں کہ اپنے کسب معاش کے لیے زمین میں کوئی دوڑ دھوپ نہیں کرسکتے، ان کی خودداری دیکھ کر ناواقف آدمی گمان کرتا ہے کہ یہ خوش حال ہیں تم ان کے چہروں سے ان کی اندرونی حالت پہچان سکتے ہو مگر وہ ایسے لوگ نہیں کہ لوگوں کے پیچھے پڑ کر کچھ مانگیں۔"

فی سبیل اللہ سے مراد اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کی جانے والی ہر ایک کوشش ہے مثلاً جہاد وقتال کرنا۔ قرآن وحدیث کی تعلیم دینے یا حاصل کرنے میں مشغول رہنا، قرآن وحدیث کی تعلیم عام کرنے میں لگے رہنا۔ لوگوں میں دین کا شعور بیدار کرنے کے لیے تحریر واشاعت کا کام کرنا۔

❁ یہ معزز لوگ مصروفیات میں اس طرح بندھے ہوئے ہوں کہ ان کے پاس معاش کے لیے معمولی وقت بچتا ہو جس میں کما کر ضرورتیں پوری کرنا ممکن نہیں یا سرے سے معاش کے لیے وقت ملتا ہی نہیں۔

❁ لوگوں پر وہ اپنی معاشی حیثیت ظاہر نہ کریں اور اپنی خودداری اور سفید پوشی کی وجہ سے لوگوں سے سوال اور کم مائیگی کا اظہار نہ کر سکتے ہوں۔

❁ ان لوگوں کے پاس کوئی ایسی قابلِ ذکر جائیداد یا ذریعۂ آمدنی بھی نہ ہو جس سے وہ معقول گزارہ کر سکیں۔

❁ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگ چہروں سے پہچانے جاتے ہیں۔ یعنی ایک سمجھدار شخص کو پتا چل جاتا ہے کہ جب یہ دین کے کام میں ہمہ وقت لگے رہتے ہیں۔ کوئی ذریعۂ آمدنی بھی نہیں تو آخر کیسے گزارہ ہوتا ہوگا۔

ایسے لوگوں کی مالی مدد اس غیر محسوس انداز سے کرنا چاہیے کہ ان کی خودداری مجروح نہ ہو اور وہ اپنے آپ کو کسی کا زیر بار بھی نہ سمجھیں۔

☆ دینی ادارے:

جو ادارے کسی دین کے کام میں مشغول ہیں۔ مثلاً مدارس، دینی کتب کی

اشاعت، یتیموں اور بیواؤں کی کفالت کرنے والے، تبلیغِ دین کرنے والے، اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کام کرنے والے، جہاد میں حصہ لینے والے۔

☆متقی کو ترجیح دینا:

صدقہ ہو یا زکوٰۃ یا کوئی بھی مالی تعاون، بے دین، گناہوں میں مبتلا، شرابی اور آوارگی و بے دینی پھیلانے والوں کی بجائے کسی صالح، متقی، دین دار، اللہ اور رسول سے محبت رکھنے والے، پابندِ نماز شخص کو ترجیح دینی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ.

''نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو۔'' (المائدہ:۲)

دراصل جب کسی گناہ میں مبتلا شخص کی مدد کی جاتی ہے تو اسے اپنے گناہوں کو کرنے کے لیے مزید مدد مل جاتی ہے اور وہ پہلے سے بھی زیادہ دھڑلے سے ظلم و زیادتی کا کام کرنے لگ جاتا ہے۔ جب کہ متقی شخص کی مدد کرنے سے تقویٰ کے کاموں میں اس کی مدد ہو جاتی ہے اور وہ شخص جو بھی نیک کام کرتا ہے اس میں اس کی مالی لحاظ سے یا کسی اور لحاظ سے مدد کرنے والے کا اجر بھی شامل ہو جاتا ہے۔

مولانا ثناء اللہ مدنی سے جب اسی قسم کا سوال پوچھا گیا تو انہوں نے مذکورہ آیت کے بعد لکھا:

حدیث میں ہے:

لَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِيٌّ.

''تیرا کھانا پرہیز گار ہی کھائے۔'' (حاکم و دافقه الذهبی، و حسنة البانی، صحیح ابوداود، کتاب الادب، ترمذی: ۲۵۱۹، حاکم: ۱۲۸/٤، فتاویٰ ثنائیه مدنیه ص: ٥٦٦)

اس وقت جس قدر بھی ملحد، سیکولر، بے حیا، گانے بجانے والے، گمراہ، اسلام سے برگشتہ لوگوں کی سرپرستی میں رفاہی تنظیمیں اور این جی اوز کام کر رہی ہیں ان سب کو زکوٰۃ، صدقات، عطیات، فطرانہ اور قربانی کی کھالیں وغیرہ نہیں لگتیں۔ انہیں دینے والے ان کے گناہ اور الحاد میں مددگار بن جاتے ہیں۔ اور ثواب کی بجائے الٹا ان کے لیے گناہ کا حصہ بھی اپنے کھاتے میں ڈلوا لیتے ہیں۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے: اسلام اور رفاہی کام)

کسی ملحد اور بے دین شخص کو صدقہ صرف ان صورتوں میں دیا جا سکتا ہے:

① وہ کسی ملحد، بے حیائی پھیلانے والی، آوارہ لوگوں کی تنظیم سے وابستہ نہ ہو۔

② یہ پتا ہو کہ یہ شخص صرف اپنی ذات پر یہ پیسہ خرچ کرے گا اور اگر اسے مالی تعاون کسی دین دار آدمی یا متقی لوگوں کی تنظیم سے حاصل ہوا تو وہ بے دین، بے حیا، آوارہ لوگوں کی تنظیم کو چھوڑ دے گا۔

③ یہ شخص انتہائی خستہ حالت میں ہو جیسے اچانک کسی حادثے سے مال یا گھر تباہ ہو جانا یا جانی نقصان ہو جانا کیونکہ ایسے حالات میں فوری مدد کی ضرورت ہوتی ہے اور ممکن ہے یہ شخص اس مدد کے ملنے سے متاثر ہو کر برے کاموں اور برے ساتھیوں سے کنارہ کر لے۔

صدقہ کے بعض اہم مسائل

صدقہ دینے کا وقت:

شریعت نے بعض صدقوں کا وقت مقرر کر دیا ہے اور یہ صدقے ہر صاحبِ استطاعت پر فرض ہیں۔ مثلاً

☆ جب نصاب کی حد تک سونا، چاندی، کرنسی، مالِ تجارت یا تجارتی جانور اپنے پاس ایک سال تک موجود رہیں تو ان پر زکوٰۃ ادا کرنا۔

(دیکھیے کتابچہ: زکوٰۃ کے مصارف)

☆ عید الفطر کے موقع پر گھر میں موجود بچے، بڑے، غلام، آزاد کی طرف سے صدقہ فطر ایک صاع (اڑھائی کلوگرام تقریباً) فی کس ادا کرنا۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے کتابچہ: فطرانہ)

☆ اگر ضروریاتِ زندگی معمول کے مطابق پوری ہو رہی ہیں اور کسی ایسے قرض کا بوجھ سر پر نہیں جس کے قرض خواہ تقاضا کرنے میں شدت کر رہے ہوں تو تمام گھر کی طرف سے قربانی کرنا۔

نفلی صدقے کا کوئی وقت شریعت نے مقرر نہیں کیا بلکہ کسی وقت بھی دیا جا سکتا ہے۔ جیسے رب کریم نے فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ. (البقرہ: ۲۷۴)

''جو لوگ اپنے مال شب و روز کھلے اور چھپے خرچ کرتے ہیں۔ ان کا اجران کے رب کے پاس ہے اور ان کے لیے کوئی خوف اور رنج نہیں۔''

اپنی آسانی کے لیے یا اپنی عادت بنانے کے لیے اگر کوئی وقت طے کرلیں تو ایسا کیا جاسکتا ہے لیکن یہ وقت مشروع ہیں نہ دوسروں کے لیے اس کی پابندی ضروری ہے۔ مثلاً

☆ تنخواہ ملنے پر کچھ رقم صدقہ دینا

☆ کرایہ موصول ہونے یا کہیں دیا ہوا قرض واپس ملنے پر صدقہ دینا۔

☆ روزانہ کچھ رقم فی سبیل اللہ صدقے کے لیے الگ کرتے جانا ،

☆ اناج یا آٹے میں سے روزانہ یا ماہانہ کچھ حصہ نکالنا

☆ کپڑوں بستروں میں سے کسی مخصوص موقع پر کچھ حصہ اللہ کے لیے وقف کرنا وغیرہ۔

صدقہ کیسی مالی حالت میں دیں:

اللہ تعالیٰ نے زکوۃ ، فطرانہ اور قربانی کو مالی حالت کے تابع رکھا ہے اور ان کا وقت بھی مقرر کر دیا ہے لیکن ان کے علاوہ دیگر صدقات کے لیے کسی خاص مالی حالت کی کوئی شرط نہیں۔

صحابہ میں سے مفلس ترین آدمی بھی صدقہ کیا کرتے تھے۔ وہ یہ شدید خواہش رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ نہ کچھ ضرور خرچ کریں۔

ابو مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمیں صدقہ کا حکم دیتے تو ہم میں سے کوئی شخص بازار جاتا اور وہاں بوجھ اٹھا کر، مزدوری کر کے ایک ایک اناج صاع کماتا (اور اسے صدقہ کر دیتا) اور آج (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے چلے جانے کے بعد) یہ صورت ہے کہ ہم میں سے کسی کے پاس ایک لاکھ درہم جمع ہیں۔(بخاری کتاب الزکوۃ باب التقو النار و بشق تمرۃ)

کیسی حالت میں صدقہ دینا ممنوع ہے:

اگر کوئی شخص نادار ہو اس کا اپنا اور گھر والوں کا پیٹ ہی مشکل سے بھرتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ پہلے گھر والوں کی ضرورت پوری کرے، اسے اپنے گھر والوں پر ہی خرچ کرنے میں اجر ملے گا۔

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اے ابن آدم! ضرورت سے زائد مال خرچ کرنا تیرے لیے باعثِ خیر ہے اور حاجت سے زائد مال کو روک لینا تیرے لیے شر ہے اور بقدر کفایت خرچ کرنے پر تیری ملامت نہیں کی جائے گی اور انفاق کی ابتدا اپنے بیوی بچوں سے کرے۔“(صحیح مسلم ، کتاب الزکاۃ ، باب:۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور عرض کیا: میرے پاس ایک دینار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اپنے نفس پر خرچ کرو۔ اسے نے عرض کیا! میرے پاس ایک اور دینار بھی ہے۔ فرمایا: اسے اپنی اولاد پر خرچ کرو۔ اس شخص نے کہا! میرے پاس اور دینار بھی ہے۔ فرمایا: اس کو اپنی بیوی پر خرچ کرو۔ اس

نے عرض کیا! میرے پاس ایک اور دینار بھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اپنے خادم پر خرچ کرو۔ اس نے کہا: اس کے علاوہ بھی میرے پاس ایک دینار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اب تو اپنا معاملہ خوب جانتا ہے' یعنی جہاں مناسب سمجھے خرچ کر۔ (ابوداود، کتاب الزکاۃ، باب: ۱۶۹۱۔ نسائی: ۲۵۳۶)

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اپنے اہل وعیال کی ضروریات پورا کرنا آدمی پر فرض ہے۔ اگر اس کے بعد بھی زائد مال ہو تو وہ مختلف نیک کاموں پر خرچ کیا جائے گا۔

یاد رہے کہ ضروریات سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کے بغیر گزر بسر نہیں ہوسکتی۔ بیوی بچوں پر خرچ کرنے سے مراد یہ نہیں ہے کہ سیر وتفریح کے لیے ان پر ہزاروں روپیہ خرچ کر دیا جائے یا روزانہ کھلانے پلانے پر ہی سینکڑوں روپے خرچ ہو جائیں۔ یا ان کی ہر خواہش اور طلب پورا کرنے پر خرچ کرتا رہے۔ البتہ ان کے لیے مناسب کھانا، مناسب لباس، اور مناسب رہائش مہیا کرنا اور تعلیم وعلاج پر خرچ کرنا سرپرست کی ذمہ داری ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بہترین صدقہ وہ ہے جو آدمی کے غنا کو برقرار رکھے اور آغاز ان سے کر جو تیری کفالت میں ہیں۔'' (بخاری کتاب الزکاۃ، باب لا صدقة الا ظهر غنى)

مراد یہ کہ اتنا زیادہ مال صدقہ نہ کردے کہ خود محتاج ہو جائے اور دوسروں سے سوال کرنے کی نوبت آ جائے۔ یا صدقہ کر کے خود محتاج ہو جائے اور اپنے آپ

ہی کو ملامت کرنا شروع کر دے۔

ضرورت سے زائد چیز کا صدقہ کرنا:

قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

يَسْئَلُوْنَكَ مَا ذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ. (البقرة: ۲۱۹)

”(صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ وہ (اللہ تعالیٰ کے لیے) کیا کیا خرچ کریں؟ کہہ دیجیے: جو کچھ بھی ضرورت سے زائد ہو۔“

انسان کی ضرورت کو بھی اس کی اپنی صواب دید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ غزوۂ تبوک کے روز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خیال میں ان کے گھر کا سارا مال ضرورت سے زائد تھا اور عمر رضی اللہ عنہ کے خیال میں گھر کے کل اثاثے کا نصف ان کی اور اہلِ خانہ کی ضرورت کے لیے کافی تھا لہٰذا نصف جہاد کے لیے دے دیا۔

ایک رات ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بچوں کو بھی بھوکے ہی سلا دیا اور خود مہمان کے ساتھ بیٹھ کر درست کرنے کے بہانے چراغ کو بجھا دیا تاکہ وہ یہ سمجھے کہ خود بھی میزبان کھانا کھا رہا ہے۔ چونکہ ایک ہی آدمی کے لیے کھانا تھا، اس لیے صرف مہمان ہی نے کھایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں فرمایا:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. (الحشر: ۹)

”اور وہ ان (ضرورت مندوں) کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کو خود احتیاط ہی کیوں نہ ہو اور جو شخص حرصِ نفس سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ

مراد پانے والے ہیں۔"

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"جس کے پاس دوپہر کا کھانا بچ گیا وہ کسی ایسے شخص کو دے دے جس کے پاس کھانا نہ ہو۔ جس کے پاس توشہ بچ رہا وہ کسی ایسے شخص کو دے دے جس کے پاس توشہ نہ رہے۔ راوی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح قسم قسم کے اموال کا (یعنی تمام چیزوں کا الگ الگ) ذکر کیا۔ یہاں تک کہ ہم نے سمجھ لیا کہ زائد مال پر ہمارا کوئی حق نہیں۔" (مسلم، کتاب اللقطہ: ٤٥٧١، ابوداؤد: ١٦٦٣، مسند احمد، ١٠٩٠٠)

دور حاضر میں جس کے پاس پیسہ ضرورت سے زائد ہوتا ہے وہ اس سے سیر و تفریح کرنے جاتا ہے۔ بغیر ضرورت لباس بنانا، ساتھ ہی میچنگ چیزیں خریدنا، بچوں کو سارا دن کھلاتے پلاتے رہنا، بغیر ضرورت خریداری کرنا، ہر سال فرنیچر اور برتنوں کا بدلنا، پردے بدلنا، گھر کو رنگ و روغن کرانا، اور اسے خوب سجانا، شو پیس خریدنا، غرض جتنا زیادہ مال آتا جائے اتنی زیادہ چیزیں بڑھالی جاتی ہیں اور یہ نہیں سوچا جاتا کہ انسان کا حق اس کے اپنے کمائے ہوئے میں بھی صرف بقدر ضرورت ہے اور بقیہ مال پر ان لوگوں کا حق ہے جو ایک عام سطح کے شخص کے برابر ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہیں۔

اسراف وتبذیر سے اجتناب:

اللہ تعالیٰ نے یہ پسند کیا ہے کہ مسلمان ضرورت سے زائد مال اس مسلمان

بھائی کو دے دے جس کے پاس وہ چیز نہیں ہے۔ اور اپنے بندے کے لیے یہ ناپسند کیا کہ وہ بغیر ضرورت کے بھی چیزیں خریدتا اور بناتا جائے۔ فرمایا:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ .

"کھاؤ اور پیو اور حد (ضرورت) سے تجاوز نہ کرو، بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا"۔ (الاعراف: ۳۱)

اللہ تعالیٰ نے حرام اور فضول جگہوں پر خرچ کرنے سے قطعی منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا.
اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا.

(بنی اسراء یل: ۲۷،۲٦)

"اور قرابت والوں کو ان کا حق ادا کرو اور مسکینوں اور مسافروں کا بھی، اور حرام جگہ پر خرچ نہ کرو، بے شک حرام جگہ پر خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔"

اس سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ضرورت سے زائد مال اس لیے نہیں دیتا کہ ہم اسے فضول اور حرام جگہوں پر خرچ کریں بلکہ اس لیے دیتا ہے کہ اپنے قرابت داروں کی ضروریات پوری کرنے پر خرچ کریں۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے: اشیائے ضرورت اور اسلام)

صدقہ کتنا دیا جائے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ.

''دوزخ سے بچو چاہے وہ کھجور کے ایک ٹکڑے (کو صدقہ کرنے کی وجہ سے) کے عوض ہی کیوں نہ ہو۔'' (بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ)

اس سے پتا چلتا ہے کہ صدقہ کرنے کے لیے کسی خاص مالی مقدار کی کوئی قید نہیں بلکہ حسب استطاعت جتنا بھی ہو سکے صدقہ کرنا چاہیے۔

صرف زکوٰۃ اور فطرانہ کی مقدار مقرر کی گئی ہے اور یہ فرض صدقے ہیں۔ جو آدمی نادار ہے وہ بہت کم مقدار میں بھی صدقہ دے کر اجر حاصل کر سکتا ہے اور اخلاص کے ساتھ دیا گیا قلیل صدقہ کثیر صدقات پر بھی اجر میں بازی لے جایا کرتا ہے۔

جو آدمی صاحب حیثیت ہے اسے یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ بہت کم مقدار میں صدقہ دے جب اللہ تعالیٰ نے اسے وسعت سے نوازا ہے تو اسے صدقہ کرتے ہوئے فراخ دلی سے کام لینا چاہیے۔ البتہ جسے صدقہ دیا جا رہا ہے اس کی کسی خاص حالت کے پیشِ نظر مصلحت ہی اس میں ہو کہ اسے کم صدقہ دیا جائے تو ایسا کیا جا سکتا ہے۔

مثلاً فضول خرچ آدمی کو صرف اتنا دینا جس سے وہ اپنی روٹی پوری کرے یا روزانہ، یا ہفتہ وار یا ماہانہ تھوڑا تھوڑا کر کے دینا تا کہ اس شخص کی ضرورت پوری

ہوتی رہے اگر ایک بار اکٹھا مل گیا تو وہ ایک ہی بار خرچ کر بیٹھے گا۔

صدقہ کی چیز دے کر واپس لینا:

اگر صدقہ کی چیز کسی کو دے دی تو اسے واپس نہ تو قیمتاً لے سکتے ہیں نہ ادھار اور نہ ہی بغیر کسی معاوضہ کے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''صدقہ دے کر واپس لے لینے والا ایسے ہی ہے جیسے قے کر کے پھر چاٹنے والا۔'' (بخاری، کتاب الزکاۃ)

یاد رہے کہ اس حدیث کے مفہوم میں صدقہ، ہبہ، عطیہ بھی شامل ہیں۔ صرف ماں باپ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی اولاد کو ہبہ یا عطیہ دے کر واپس لے سکتے ہیں یا بیوی شوہر کو دے کر واپس لے سکتی ہے ان کے علاوہ کسی اور کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

ہمارے معاشرے میں اس کی نماصی خلاف ورزی پائی جارہی ہے خصوصاً سسرال والے بہو کو شادی پر بہت کچھ دیتے ہیں مثلاً زیور، کپڑے وغیرہ لیکن بعد میں اس سے واپس لے لیتے ہیں۔ اسی طرح شوہر اپنی بیوی کو دے کر مختلف حیلوں بہانوں سے اس کو دیا ہوا مال اس سے واپس لے لیتے ہیں۔ ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

مصیبت کے وقت صدقہ دینا:

صدقہ گناہوں کے کفارے اور مصیبت کو دور کرنے کا باعث ہے۔ نیز ہر نیک کام کے بعد دعا قبول ہوتی ہے لہٰذا صدقہ کر کے دعا کرنا قبولیتِ دعا کا بھی

باعث ہے۔

چنانچہ مصیبت و آفات کے وقت صدقہ کرنا جائز ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ ایک مسلمان کو بغیر مصیبت اور آفات کے بھی صدقہ کرنا چاہیے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: جب تو تندرستی کی حالت میں مال کی خواہش، محتاجی کے خوف، مال داری کا طمع ہونے کے باوجود صدقہ کرے اور اتنی دیر مت کر کہ جان حلق میں آ پہنچے اس وقت تو کہے کہ فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا دیا جائے۔ اب تو یہ فلاں فلاں (وارثوں) کا ہو ہی چکا۔

(بخاری ، کتاب الزکاۃ؛ باب افضل، و صدقه الشحیح الصحیح)

قریب المرگ کا صدقہ کرنا:

اگر یہ محسوس ہو کہ کسی شخص کی موت قریب آ گئی ہے تو وہ شخص اپنی تمام جائیداد صدقہ نہیں کر سکتا۔ صرف کل جائیداد کا ایک تہائی مال صدقہ کر سکتا ہے۔ یا اس میں سے ان لوگوں کو ہبہ کرنے کی وصیت کر سکتا ہے جنہیں جائیداد میں سے شرعاً حصہ نہیں مل سکتا۔ ہبہ، صدقہ، وقف یا کسی اور قسم کی کی تمام مالی وصیتیں ملا کر کل جائیداد کا ایک تہائی حصے تک ہو تو بہتر ورنہ ان سب کو کم کر کے ایک تہائی تک لایا جائے گا۔

ہبہ، صدقہ یا وقف وغیرہ کی صرف اجازت ہے ضروری نہیں کہ ہر مرنے والا ایسا کرے۔ اگر مرنے والا شخص صدقہ کی وصیت وضاحت کے ساتھ نہ کر سکتا ہو

لیکن قرائن سے ایسا محسوس ہوتا ہو تو اس کے ورثاء جائیداد میں سے اس کی طرف سے صدقہ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی نے حاضر ہو کر کہا کہ میری ماں وفات پا گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر اسے موقع ملتا تو وہ ضرور صدقہ کرتی، کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں تو اس کی طرف سے صدقہ کر۔ (بخاری، مسلم: ۵۲۲۲، کتاب الزکوۃ)

میت کی طرف سے زندہ لوگ بھی صدقہ کر سکتے ہیں۔ جس کا ثواب میت کو بھی ملے گا اور صدقہ کرنے والے کو بھی اجر ملے گا۔

نفلی صدقہ کی چیز سے خود فائدہ اٹھانا:

اگر کوئی چیز صدقہ کرنے کی منت مانی ہو تو اس میں سے خود کسی قسم کا کوئی فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔

اگر صدقہ مطلق ہے یعنی اس میں نہ تو کوئی شرط لگائی کہ فلاں فلاں کو دوں گا اور نہ ہی منت مانی تو بھی جو چیز یا جانور بطور صدقہ متعین کر دیا اسے خود استعمال نہیں کر سکتے۔ وہ صرف فقراء و مساکین کا حق ہے کیونکہ صدقہ کا مفہوم ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس کی قربت کے حصول کی خاطر، اپنا استحقاق ترک کر دینا۔ (دیکھیے فتاوی ثنائیہ مدنیہ، ص: ۵۷۱)

لہٰذا نفلی صدقات میں سے اپنے آپ پر کچھ بھی خرچ نہیں کر سکتے البتہ اگر صدقے کی نیت کرتے وقت یا منت مانتے وقت یہ طے کر لیا کہ فلاں حصہ صدقہ ہوگا اور فلاں حصہ میرے اپنے لیے ہوگا تو ایسا کرنا جائز ہے جیسے یہ کہنا کہ صدقے

کے بکرے کی کھال میں استعمال کروں گا اور بقیہ تمام حصہ صدقہ ہوں گے تو ایسا کرنا جائز ہے۔

صدقہ کرنے میں ضرورت مند کی ضرورت کا خیال رکھنا:

یوں تو مالیت رکھنے والی ہر چیز صدقہ کی جا سکتی ہے لیکن سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ ضرورت مند کی ضرورت کو مدنظر رکھ کر صدقہ کیا جائے۔ مثلاً کسی طالب علم کو اناج کی ضرورت نہیں لکھنے پڑھنے کے سامان یا فیس وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس طرح اپنی ضرورتوں کے لیے فکر مند ہوتے ہیں اسی طرح دوسروں کی ضرورتوں کا بھی احساس اور پاس کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق:

اَلْمُسْلِمُ اَخُوْ الْمُسْلِمِ.

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔''

صدقہ کی چیز کو کسی دوسری چیز سے بدل دینا:

کوئی چیز صدقہ دینے کی تھی بعد میں اس چیز کی بجائے کوئی اور چیز دے دی یا اس کی مالیت برابر رقم دے دی تو ایسا کرنا جائز ہے بشرطیکہ منت نہ مانی ہو اگر منت مانی تھی تو جس چیز کی منت مانی تھی صدقے میں وہی چیز دینا لازم ہے البتہ اگر وہ چیز کہیں سے نہ مل رہی ہو تو پھر اس کے متبادل اس کے برابر رقم یا اس کی مالیت برابر کوئی دوسری چیز صدقہ کی جا سکتی ہے۔ صدقہ میں کم مالیت کی بجائے زیادہ مالیت کی اور کم تر چیز کی بجائے اعلیٰ چیز دینا قابلِ تحسین امر ہے۔

ارادہ بدل جانا:

صدقہ دینے کی نیت کی یا دل میں خیال آیا لیکن ابھی صدقہ دیا نہیں اور نیت بدل گئی یا کوئی ایسی صورت پیش آ گئی کہ اب صدقہ نہیں دے سکتے ہیں تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں البتہ بغیر کسی وجہ کے کسی نیکی کا ارادہ کر کے نیکی نہ کرنا بظاہر شیطانی تساہل ہے لہٰذا کوشش کرنی چاہیے کہ صدقہ کی نیت کر کے کچھ نہ کچھ صدقہ ضرور کیا جائے۔

صدقے کے متعلق جاہلی تصورات

اسلام میں صدقے کا تصور اعلیٰ اور وسیع ہے لیکن پاک و ہند کے معاشرے میں صدقے کا تصور بہت گھٹیا ہے اور محدود ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ شریعت الٰہیہ کی بجائے ہندوانہ مذہب کے طے کردہ تصورات کے تحت صدقہ کرتے ہیں۔

اسلام ہر حالت میں اور ہر وقت صدقہ دینے کی ترغیب دیتا ہے لیکن جاہل عوام صرف چند گنے چنے مواقع پر صدقہ کرنے کا تکلف کرتے ہیں۔ مثلاً

☆ جب کوئی سخت بیماری میں مبتلا ہو۔

☆ حادثہ پیش آنے اور اس میں بچ جانے کی صورت میں۔

☆ ناگہانی آفت میں مبتلا ہو جانے پر۔

☆ مال یا بچوں کو نظرِ بد سے بچانے کے لیے

☆ بہت پیارے شخص کی حفاظت کے لیے

☆ جادو ٹونے کے اثرات سے بچنے کے لیے

☆ عاملوں کے کہنے پر

☆ برا خواب دیکھنے پر

ذیل میں صدقہ دینے کی وہ تمام شکلیں بیان کی جا رہی ہیں جو غیر شرعی ہیں:

صدقہ وار کر دینا:

جو شخص بہت پیارا ہو یا اس کی حفاظت مطلوب ہو ہندو لوگ اس کے جسم سے وار کر صدقہ کرتے ہیں۔ لڑکے کی پیدائش اور شادی پر کھسرے، بھانڈ اور میراثی، ناچنے کے لیے آتے ہیں تو انہیں لڑکے کے سر سے وار کر ویلیں دی جاتی ہیں۔ ہندوؤں کے ہاں اس طرح ویلیں دینا بھی صدقہ کہلاتا ہے۔

جاہل مسلمانوں میں بھی ایسے ہی ویلیں دی جاتی اور کھسرے وغیرہ نچوائے جاتے ہیں۔ کھسرے اور میراثی ''پنج تن دے نام دی ویل'' ''پنجاں دے باراں دے نام دی ویل'' ''حسن تے حسین دے نام دی ویل'' ''صدقہ علی مشکل کشا دا'' وغیرہ ہیکیں لگا کر ویلیں وصول کرتے ہیں۔

کالا بکرا یا کالا مرغا دینا:

ہندوؤں کے ہاں کالی دیوی موت، مصائب اور قہر و جبر کی علامت ہے لہٰذا اس کے قہر و غضب سے بچنے کے لیے کالا بکرا یا کالا مرغی کالی دیوی کی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ اسی تصور کے تحت مسلمانوں میں بھی بیماری اور مصیبت کے وقت کالا بکرا یا کالا مرغا ذبح کرنے کی رسم عام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کالے بکروں کی منڈیاں سارا سال شہروں میں لگی رہتی ہے۔

صدقے کی چیز کو چھونا:

ہندوؤں کے ہاں جس شخص کی جان کا صدقہ دینا ہے اس شخص کا اس صدقے کی چیز کو چھونا ضروری ہے۔

قرآن وسنت سے ناواقف مسلمان بھی یہی سمجھتے ہیں، یہاں تک کہ عیدالاضحیٰ پر قربانی کے جانور کو قربانی کرتے وقت قربانی دینے والے کا ہاتھ لگانا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ جب کہ اسلام میں ایسا قطعاً کوئی تصور نہیں ہے۔

صدقے کی چیز استعمال میں نہ لانا:

ہندوؤں میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ صدقے کی چیز بیمار یا آسیب زدہ کے جسم پر وارنے یا اس کے ہاتھ لگانے سے آسیب یا بیماری اس چیز میں منتقل ہو جاتی ہے لہٰذا اسے کوئی انسان استعمال نہ کرے۔ صدقے کو کسی میدان، چوراہے، دریا وغیرہ میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اگر جانور ہو تو اس کی گردن کاٹ کر اسے پھینک دیا جاتا ہے۔

یہی گوشت جب کوے، چیلیں اور کتے بلیاں منہ میں دبا کر کسی گھر کی چھت یا صحن سے گزرتے ہیں یا کمروں میں گھس آتے ہیں اور اس میں سے کچھ یا پورا وہیں گر جاتا ہے یا بکھر جاتا ہے یا وہاں رکھ کر کھاتے ہیں اور خون کے دھبے لگ جاتے ہیں تو شیطان دماغوں میں یہ کیڑا گھسا دیتا ہے کہ کسی نے جادو ٹونا کر دیا ہے۔ پھر اس ٹونے کا کھرا کسی بھابھی، ساس، دیورانی یا ناپسندیدہ پڑوسن وغیرہ تک جانکلتا ہے۔ اگر شوہر اور بیوی میں پہلے ہی سے نہ بنتی ہو تو سیدھا شوہر یا بیوی ہی پر اسے تھوپ دیا جاتا ہے۔ یوں قریبی رشتوں، ہمسایوں اور شوہر بیوی کے درمیان پیار ومحبت کے اگر کچھ امکانات ہوتے ہیں تو وہ بھی ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتے ہیں۔ شیطان اس وہم کے ذریعے اپنے بھائی بند یعنی عاملوں اور کالا علم

جاننے والوں کی جیبیں بھرواتا ہے۔ غرض یہ شرک در شرک اور گناہ در گناہ کا دھندا چلتا رہتا ہے۔

صدقے کی چیز کو گھٹیا سمجھنا:

شریعت کی رُو سے صدقہ ان تمام لوگوں کو دیا جاسکتا ہے جنہیں زکوۃ دی جاسکتی ہے۔ لیکن ہندوانہ تصورات کے تحت چونکہ صدقہ کسی آفت، بیماری یا نظرِ بد وغیرہ سے بچنے کے لیے یا بچ جانے کے بعد دیا جاتا ہے اس لیے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ آفت یا بیماری اس میں منتقل ہوگئی ہے لہٰذا اگر لوگوں کو بتا دیا جائے کہ یہ صدقہ ہے تو وہ اسے قبول نہیں کرتے جب کہ زکوۃ، فطرانہ اور دیگر ہر قسم کی مدد قبول کر لیتے ہیں۔

صدقے کی چیز دریا میں پھینکنا:

ہندو پانی کو پُوتّر (گناہوں کو دھونے والا) سمجھتے ہیں لہٰذا دریائی جانوروں کو بھی پوتر سمجھتے اور ان کو کھلانا پلانا باعثِ نجات سمجھتے ہیں۔ جاہل مسلمانوں نے ہندوؤں کی نقالی میں یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ دریاؤں پر خضر خواجہ کی حکم رانی ہے۔ اس عقیدے کے مسلمان صدقہ دریا برد کرنے کو ایک مقدس عمل سمجھتے ہیں۔ جو لوگ پورا جانور خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے وہ گوشت خرید کر دریا میں پھینک دیتے ہیں۔ چنانچہ دریاؤں اور نہروں کے اردگرد جگہ جگہ شاپر پکڑے گوشت بیچنے والے نظر آتے ہیں۔ بعض لوگ روٹیوں کے ٹکڑے یا دوسرے اناج وغیرہ بھی دریاؤں میں ڈالتے ہیں۔

بچوں کو بھینٹ چڑھانا یا صدقہ کرنا:

مشرک اقوام جانوروں اور انسانوں کو دیوتاؤں کے ہاں بھینٹ چڑھانے کو بڑی نیکی سمجھتے ہیں۔

ان مشرکوں کی دیکھا دیکھی مسلمان بھی اپنے بچوں کو کسی دریا یا بابا جی کا بالک یا چوہا بنا کر بھینٹ چڑھاتے ہیں، نیز جانور بھی ان بابوں اور آستانوں پر خود ساختہ طریقے کے مطابق قربان کرتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ہاں چوہے، ملنگ، مجاور، بابے، بالکے، سائیں، مجذوب، چیلے مرد و عورت کی تخصیص کے بغیر عام پائے جاتے ہیں۔

صدقہ کی چیز کسی مخلوق کے نام کرنا:

مشرک اقوام نے ہر کام کی حاجت برآری کے لیے اور دنیا کی ہر چیز کے تصرف کے لیے الگ الگ دیوتا گھڑ رکھے ہیں لہٰذا وہ ہر دیوی دیوتا کے نام پر اپنے مال میں سے الگ الگ حصہ نکالتے ہیں۔

جاہل مسلمانوں نے بھی مشرکوں کی طرح نیاز اور صدقے مختلف مخلوقات کے نام کرنے کے طریقے اور رسمیں ایجاد کر رکھی ہیں۔ مثلاً

☆ جانور، رقم، یا کھانا کپڑا کسی مخلوق کے نام کر کے صدقہ کرنا، مثلاً گیارہویں والے کی نیاز، شاہ چراغ، امام حسین غرض جس قدر مزار اور اولیاء و بزرگ بنا لیے گئے ہیں سالانہ کروڑوں کی رقم ان کے آستانوں پر ان کے نام سے تقسیم کی جاتی ہے۔

☆ جانور، کھانے یا رقم کو کسی مخصوص جگہ پر جا کر تقسیم کرنا، جس طرح ہندو دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لیے ان کے بتوں پر جا کر چڑھاوے چڑھاتے ہیں، اسی طرح یہ لوگ بھی مزاروں یا کسی مخصوص جگہ پر جا کر نیاز تقسیم کرتے ہیں۔ جس میں یہ عقیدہ کارفرما ہوتا ہے کہ صاحبِ مزار خوش ہو کر ان کی حاجت پوری کر دے گا۔

☆ مختلف مزاروں اور آستانوں پر چراغ جلانے کے لیے رقم، گھی یا تیل مہیا کرنا۔

پرندوں کو دانہ ڈالنا:

پرندوں کو دانہ ڈالنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ ثواب کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جانوروں کو کھانے پلانے کا ذمہ خود لے رکھا ہے، انسان کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں البتہ اگر یہ محسوس ہو کہ جانور واقعی بھوکا، پیاسا یا زخمی ہے تو اس کو کھلانا پلانا یا اس کے زخم کا دوا علاج کرنا کارِ ثواب، جنت میں داخلے اور گناہوں کی بخشش کا سبب ہے۔ جیسا کہ احادیث سے یہ واقعہ ملتا ہے کہ ایک شخص نے پیاسے کتے کو پانی پلایا تو اللہ نے اس کو بخش دیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر ذی روح پر رحم کرنے میں اجر ہے۔ (مسلم ، کتاب البر والصلہ)

پالتو جانور کے کھانے دانے کا خیال رکھنا اس کے مالک کی ذمہ داری ہے کیوں کہ اسے باندھ کر رکھا جاتا ہے وہ اپنی خوراک خود تلاش نہیں کر سکتا۔

(مسلم ، کتاب البر والصلہ)

احادیث میں ملتا ہے کہ ایک عورت صرف اس وجہ سے جہنم میں گئی کہ اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا لیکن اسے کھانے کو کچھ نہیں دیتی تھی اور نہ ہی اسے آزاد کرتی تھی کہ وہ خود اپنی خوراک تلاش کرے۔

☆ ہندو جانوروں کو مارنا اور ان کا گوشت کھانا حرام سمجھتے ہیں نیز وہ انسانوں کے مقابلے میں جانوروں کے آرام کا خیال رکھنا زیادہ بڑی نیکی سمجھتے ہیں۔ جانوروں میں چیل، کتے، کوے، گدھ وغیرہ کا خاص خیال رکھتے ہیں اسی تصور کے تحت، ان کے ہاں صبح صبح چیل گوشت بیچنے والے نظر آتے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی ہندوؤں کا یہ طریقہ عام ہے۔

پرندوں کو دانہ ڈالنے کا تصور اس قدر عام ہے کہ مسجد الحرام کے اطراف میں جگہ جگہ دانہ بیچنے والے کھڑے ہوتے ہیں اور لوگ تھیلیاں خرید خرید کر دانہ زمین پر پھینکتے جاتے ہیں۔ کبوتر جو کھاتے ہیں سو کھاتے ہیں، باقی لوگوں کے پاؤں میں روندے جاتے ہیں۔ اور پاؤں کے ساتھ چپک کر حرم کے اندر تک چلے جاتے ہیں۔ یوں اللہ کے رزق کی بے قدری ہوتی ہے۔ اکثر جاہل مسلمان حج وعمرہ پر جانے والوں کو دانہ ڈالنے کے لیے پیسے دیتے اور یہ نیکی کا کام سمجھتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حرم جائے امن ہے، وہاں جانور یا کسی انسان کو ستانا حرام ہے، درختوں کا کاٹنا یا اکھیڑنا بھی جائز نہیں لیکن موذی جانوروں کو مار دینے کی اجازت ہے جن میں بچھو، چوہا، کالا کتا، چیل کوا وغیرہ شامل ہے۔

(بخاری: ٣٣١٤)

شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لیے طرح طرح کے ہتھ کنڈے آزماتا ہے اور طرح طرح کے چکمے دے کر اسے لایعنی اور گناہوں میں اضافہ کرنے والی عادتوں اور عبادتوں میں لگائے رکھتا ہے۔ آزاد جانور جنہیں کھلانے یا آرام پہنچانے کا اللہ تعالیٰ نے انسان کو مکلّف ہی نہیں بنایا ان کے لیے تو وہ بڑی بڑی انجمنیں بناتا ہے اور انسان جن کی ضروریات پوری کرنے کا مکلّف اللہ تعالیٰ نے انسان کو بنایا ہے وہ بھوک، بیماری اور مجبوریوں کے ہاتھوں تنگ آکر خودکشی کر رہے ہیں۔

جانوروں کے لیے بڑی بڑی رقمیں اور جائیدادیں وقف کرنا، کتوں کے لیے فائیوسٹار ہوٹل بنانا، ان کے لیے ملازم رکھنا، مغربی اقوام کا عام چلن ہے۔

ہندو اور عیسائی جن کے ہاں جانوروں کے تحفظ کا سب سے زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے وہی دنیا میں دوسرے انسانوں کو زمین پر بھوکے پیٹ بھی جینے کا حق دینے کے لیے تیار نہیں۔ انہیں کھانا پوچھنے کی بجائے بارود سے بھون کر کتوں، بلیوں، چیلوں اور گدھوں کے لیے مزید خوراک کا انتظام کیا جاتا ہے۔

یا اسفیٰ لِلعجب!

غیر شرعی صدقے اور نیاز کو کھانے کا حکم:

☆ غیر شرعی طریقے کے مطابق دیا گیا صدقہ قبول کرنا جائز نہیں البتہ اگر بھوک نے اس قدر ستا رکھا ہو کہ جان جانے کا خدشہ ہو تو پھر یہ اضطراری حالت ہے، اتنا کھا سکتے ہیں جس سے جان بچ جائے۔ پیٹ بھر کر پھر بھی نہیں کھا سکتے۔

☆ جو جانور غیر اللہ کے نام پر مشہور کر دیا جائے وہ حرام ہے چاہے ذبح کے وقت اللہ کا نام بھی لیا گیا ہو، لہٰذا اس کا کھانا بھی حرام ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ص: ۹۶۵)

☆ جو جانور غیر اللہ کی تعظیم کے لیے ذبح کیا گیا یا غیر اللہ کی تعظیم کے لیے کھانا دیا گیا وہ بھی حرام ہے۔ (بحوالہ سابق)

☆ جو جانور حصولِ ثواب، حصولِ برکت یا حلِ مشکلات کی نیت سے کسی مخصوص جگہ پر جا کر ذبح کیا جائے یا کھانا اور صدقہ مخصوص جگہ پر جا کر کیا جائے وہ بھی حرام ہے۔ (بحوالہ سابق)

☆ گیارہویں کا کھانا کھلانا یا کسی اور کی نذر نیاز میں کسی قسم کا تعاون کرنا جائز نہیں۔ (بحوالہ سابق)

☆ کسی شخص کے مرنے کے بعد قل، تیجے، چالیسویں، دسویں، برسی فاتحہ کے نام پر جو کھانا دیا جائے اس کا کھانا بھی جائز نہیں۔

☆ غیر مسلموں کے مخصوص تہواروں اور رسموں پر بنایا ہوا کھانا وغیرہ بھی قبول کرنا جائز نہیں، البتہ شادی یا عام دعوت کا کھانا کھا سکتے ہیں بشرطیکہ یہ علم ہو کہ انہوں نے کوئی حرام اور خبیث چیز کھانے میں شامل نہیں کی ہو گی۔ کراہت کی بنا پر نہ کھانا چاہیں تو یہ بھی درست ہے۔

☆ اگر کسی نے خود ساختہ تہوار کی مناسبت سے کھانا پکایا اور وہ دن اللہ ہی کی عبادت کے لیے مخصوص کیا گیا ہے تو اس روز کا کھانا ایک بدعی طریقے سے پکایا گیا ہے۔ بالارادہ ایسے کھانے کو قبول نہیں کرنا چاہیے البتہ اگر آ ہی جائے تو اسے کھایا

جا سکتا ہے جیسے شب برات یا شب معراج کا کھانا۔

☆ غیر شرعی صدقے اور کھانے کو قبول نہیں کرنا چاہیے اور اگر بالفرض کہیں سے آ ہی جائے اور واپس کسی وجہ سے نہ کر سکیں تو کسی مانگنے والے کو دے دیں۔ یا جانوروں کو کھلا دیں، اسے ضائع نہ کریں۔ کیوں کہ یہ رزق ہے اور فی نفسہٖ اللہ کی نعمت ہے اسے ضائع کرنا یا گٹر میں پھینکنا درست نہیں لہٰذا کسی جانور کو یا پیشہ ور مانگنے والے کو دے دینا چاہیے۔

خواتین کے لیے تربیتی کتب

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
بیوہ کی عدت	15	نسوانی بال اور ان کی آرائش	30
صنف مخالف کی مشابہت	18	اشیائے ضرورت کا معیار	30
منگنی اور منگیتر	18	غض بصر اور مرد حضرات	30
رشتے کیوں نہیں ملتے	27	بری اور برات	20
بہو اور داماد پر سسرال کے حقوق	25	دیور اور بہنوئی	18
عورت اور میکہ	24	ساس اور بہو	15
سوتیلی ماں اور اولاد	15	عورت وفات سے غسل و تکفین تک	12
مسائل طہارت اور خواتین	20	ستر و حجاب اور خواتین	25
نکاح کوئیز	25	صلہ رحمی اور اس کے عملی پہلو	40
تقسیم وراثت اور ہمارا معاشرہ	15	چند آیات کی تفسیر اور اعمال صحابہ رضی اللہ عنہم	27
محرم مرد اور ان کی ذمہ داریاں	24	مکاتیب مریم (مریم خنساء کے لکھے ہوئے خطوط)	160
خطوط مسعود (اہلیہ کے نام)	100	سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بحیثیت زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم	15
اعتکاف اور خواتین	15	حفظ حیا اور کنواری لڑکیاں	25
حفظ حیا اور محرم رشتہ دار	25	مہر: بیوی کا اولین حق	23
پردہ اور خاندان	25	مطلقہ خواتین اور ان کے مسائل	15
شادیوں کی رسومات، دعوتیں اور ان میں شرکت	25	عورت اور بازار	18
بیویوں کے درمیان عدل	30	حج میں چہرے کا پردہ	10
عورت کا لباس	45	بیویوں کے باہمی تعلقات	25
نکاح میں ولی کی حیثیت	50	پردے کی اوٹ سے	25
عورت گھر میں دعوتِ دین	35	لو میرج	

مشربہ علم و حکمت
0300-4270553
ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور